REGISTERED NO. A. 755



نشان المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین ایڈیٹر و پبلشر شائع ہوا

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) طلباء مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا۔ اس وجہ سے کہ ڈاک کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو بھیجا جائے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہ ہوں اور دوسرے پرچے میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہٰذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتے کے اندر بقیہ روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ بانجہر خدا بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور رسالہ دیکھنے پر پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ پنچ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلاقیمت جاری کروالیں۔ ورنہ ہم ایسی کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ منہ چھپا نادار یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ ہاں اتنا ہے کہ ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ ہی میں گم ہو جاتا ہے لیکن یہ شاید ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دستخط پر خیانت منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہٰذا عذر قابل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب فوراً نہ آیا تو بلا عذر پرچہ بند کر دیا جاتا ہے لہٰذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جملہ اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین ''اودھ پنچ'' کی حسب پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع نہ ہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۲ مضامین غیب نمبر ۲۰
۲۲ مئی ۱۹۲۳ء

بوا نصیبن بنام بے نقاب بیگم

(نمبر ۳)

بہن بے نقاب بیگم! پردہ اور نقاب موجود ہو تو مغلوں میں بھی ایک خاص برتاؤ کے ساتھ عورت مرد یکجا ہو سکتے ہیں۔ تنہائی میں غیور اور غیر عورت اکٹھا نہیں ہو سکتے۔ بادشاہوں کی جلی چلائی انکے دیدوں میں تو بڑے مال کی چربی چھائی رہتی تھی کسی کی مجال نہ تھی جو چوں سے تو ان کرنا وہ مزے داروں کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تھے پھر بھی اپنے گھر میں جو چاہتے تھے کرتے تھے مگر علانیہ میں کھلے کھیلتے نہیں تھا مرد ہاں بھی ہوتی تھیں لونڈیاں [illegible] باندیوں کے ساتھ نکاح نہ ہوتا تھا یہ یہاں عزت آبرو سے گھروں میں راج رہتی تھیں۔ یہ لونڈیاں باندیاں بچوں کو تحفے میں بھیجی جاتی تھیں۔ شاعروں کو انعام میں ملتی تھیں۔ عزیزوں کو بیچ دی جاتی تھیں انکا کام گانا بجانا اور خوش رکھنا تھا یہ محفل کی زینت تھیں جیسے آج چوک میں کوٹھے کے بیٹھنے والیاں جو کوئی اسمیں کے چال چلن یا اعمال نامہ پر اسلام کے قاعدے قانون توڑنے کی بدعت کرتا ہے وہ موا بے غیرت اسلام کا دشمن ہے مگر ڈرتے ہیں مشہور مرتے وقت سور کا جو گا وہ پاگل اور جاہل بھی ہے جب لونڈی اور آزاد عورت میں تمیز نہیں سب کو ایک ہی لاٹھی ہانکنے کی فکر میں ہے۔

بیگم! تمہارے میاں بھی مجھے کچھ ایسے ہی بے تمیز معلوم ہوتے ہیں۔ انہیں یا تو پاگل خانے بھیج دو اگر غیرت ملتی ہو تو ذرا سا چھوڑ دو مگر [illegible] کے ہے چاہیں تو بڑی ذمہ داری اپنی گردن پر لوگی اور بے حیائی کی سوداگر بنو گی آگے تم جانو اور تمہارا کام میرا کام کہنا تھا کہہ چکی اب اللہ اللہ خیر صلاح میرے نزدیک انہیں کوئی برائی نہیں [illegible] عورتیں گھر سے باہر قدم رکھتے وقت ایک چہرے کا گھونگھٹ پڑ ڈالیں تو دنیا بھر احسان کریں اب اس کو اتنی سی بات کے لیے تمہارے میاں نے وہ ادھم مچا ڈالی کہ آسمان سر پر اٹھا لیا۔ نہیں بھائی مجھ سے ان حرامے شریعت پر جو دستور کھلی تاریخ کی سچی باتوں پر خوف وہ خاک ڈالیں میں واقف ہوں کہ اس تنہا تنگی میں بیچاروں کو بڑی محنت کرنی پڑی۔ کاش وہ کسی نیک کام پر اتنا وقت صرف کرتے تو دنیا اور عقبیٰ دونوں میں سرخرو ہوتے۔

میری خوطبیعت کا اگر یہی حال ہے تو ابھی تن بگاڑیوں پر خون پانی ایک کرنے کا شغل ختم نہیں ہوا جاتا۔ یورپ والی پربالکوں نے بال کتروائے جس تنگ سری عورت کو دیکھو گردن جھکتی چلتی ہے۔ چہرے پر بال آئے اور جھولا دے کر پیچھا چھڑا گئے مجھ میں چہرے بالوں کی [illegible] جوان بن کے آنکھوں میں کسی چیز کو [illegible] گردن اچھل یا کسی [illegible] وہ خود تو شیخ شدہ کھیلنے کی عادت پڑی جاتی ہے [illegible] بے فیصلے میاں جاہدون کے بعد گردن کی [illegible] اچھل کود کو بھی اسلام کے ضروری عادتوں میں شامل نہ کرو میں تو ہاتھ [illegible] آج ہی کل میں وہ ضرور لکھیں گے کہ بال کتروا کے [illegible] زناروں کی طرح گردن کو طاق جنت کھیلنے کی عادت ڈالنا خاص سنت نبی ہے رسالتہ اور اکثر صحابیات کی ایجاد ہے۔ جبل و دید جب تک اپنا جھنڈا آسمان پر نہ اچھالے اس وقت تک کوئی عورت خدا تک نہیں پہنچ سکتی۔ اسکے بعد مرحلہ ننگے پھرنے کا ہے۔ یورپ کی ننگیاں حق اللہ پاک ذات اس کی بھری محفل میں [illegible] گھس پڑی ہیں ان کا یہ کرتوت بھی قرآن کی آیتوں سے زبردستی نکالینگے اور کہیں گے اسلام نام ہے ننگے ہوکے بازاروں میں پھرنے کا بادہ کوئی ایسا [illegible] جو صفت میں خلل ڈالے اسلام کو گوارا نہیں [illegible] مرد عورتوں کی صحت میں فرق آتا ہے اگر بال کچھ ضروری چیز ہوتے تو شاید بی بی حوا [illegible] مرد جبل [illegible] کھانے کی منا ہی [illegible] کیا [illegible] اور [illegible] کے بال [illegible] نہیں اوکھا بیگم! کیسی [illegible] بنگال کی [illegible] اللہ تیری پناہ۔ ہندوستان میں اگر [illegible] پھرنے کی وبا چلی اور [illegible] کی بازار گرمی تو جن انکے بچارے گنتی ہوں کہ وہ چار برس میں کیا بنا سارے مرد وے تو [illegible] سونڈ کے ہاتھی ہو جائینگے ننگی رہنے کی عورت کسی خاص وقت پر سامنے آتی تھی اب جو ہر وقت ہیں تمام آنکھوں کے سامنے رہے گا تو جوش کا ہے کو باقی رہے گا میری تو [illegible] ہوجائے گے۔ رہنے کا حکم خدا نے بلا وجہ نہیں دیا ہے۔ بات یہ ہے کہ انسان بھی ایک جانور ہے بعض جانور ایک مقرر وقت پر مست ہوتے ہیں بعض کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں جنکی نسل اللہ میاں کو بڑھانی منظور ہے وہ مہینے میں دو جھول نکالتے ہیں بعض سال پیچھے ایک جھول کسی پر نسل بڑھانے کی طاقت بھر پور ہے کسی میں معتدل انسان۔ ایسے ہی جانوروں میں ہے یعنی مستی کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں اور طاقت معتدل ہے ہوس کی بات دوسری ہے مگر تو ہوس ہوئی بھی تو ہر وقت ننگیوں کا نظارہ ساری [illegible] نکال دے گا۔ کوئی نیچرل شاعر کہتا ہے ؎

ایک مرغے نے یہ مرغی سے کہا
تو کڑک ہوتی ہے کیوں او بے تمیز
بولی وہ نیچر کی یہ تعطیل ہے
چار دن میں ورنہ تو ہو جائے [illegible]

گھوڑے افریقہ کے وحشی جو کچا گوشت کھاتے اور ننگے دھڑنگے پھرتے ہیں انکی عورتیں بھی تھوڑی تھی آگے لنگوٹ رہتی ہیں ان وحشیوں کو بھی اتنی عقل خدا نے دی ہے کہ سارا ننگ نہیں تو چار انگل کی جگہ چھپی ڈھکی رہنی چاہیے۔

بوا بی ذری خیال کر کے دیکھو تو سہی عورتوں اور

اور مردوں کے ان اعضا نے دنیا میں کتنے فتنے برپا کیے۔ پھر ڈھکے چھپے رہنے پر یہ حالت ہے تو اگر اعلان ہونے پر کیا حال ہوگا؟ خدا جانے یورپ والے حضرتوں کو کیا سوجھی بس یہ گواری ان مہذب ننگیوں کی طرف سے آنکھیں ہے گرادنے والے کے ہندوستانیوں کے معمولی سے عیب اسکو پہاڑ نظر آتے ہیں۔

اپنے عیب کو خوبی قرار دینا پرانی بات ہے مگر پرائے عیبوں کو اپنے میاں کی خوبیوں سے بہتر سمجھنا آجکل مسلمانوں کا مجرب شیوہ ہے۔ ایک ہوتا ہے قانون ایک ہوتا ہے رواج۔ رواج کو غور سے دیکھو گی تو کسی قانون کے لوازم میں سے پاؤ گی۔ پردے یا نقاب کا رواج نظر بچا کے چلنے کا جو حکم ہے اسے پورا کرنے کی غرض سے ہوا۔ قرآن میں نظر بچانے اور آنکھ چرا کے چلنے کا حکم عورتوں اور مردوں کے واسطے عام ہے تمہارے میاں کی عقل کے دیدے ختم ہو گئے ہیں انھیں سجھائی نہیں دیتا ورنہ تمہیں بھی بازاروں میں ننگے پھرنے کا شوق چرایا ہے۔ تم نے بات بڑھتے دیکھی تو ہوئی مگر کبھی سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ خدا کی کتاب اور حدیثوں میں جس جگہ علم اور حکمت کا بیان یا اُن کی فضیلت ظاہر کی گئی ہے اس سے مطلب دین اور دیان کی باتیں ہیں یعنی خدائی حکم کا علم عورت پر بھی واجب ہے مرد پر بھی۔ شوکہ شاستر کا علم تمہارے میاں اس دھوکے میں ہیں کہ کوک شاستر کا علم بھی ہر مسلمان عورت مرد پر فرض ہے۔ یہی نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ خالی علم کافی نہیں اس پر عمل بھی ضروری ہے۔ [illegible] قرآن حدیث [illegible] کسی حکم کو

عمل کا سبب ہونا دکھاتے ہیں۔ نہیں ابھی انگور کی مانگ بکتی ہے اور اس بڑھاپے میں سوا پیسے کا دونا لگا کے شاگرد ہوتی ہے۔ بی بی جو ہر چیز کا علم ہونا اور بات ہے اور عمل کرنا دوسری بات ہے بُری باتوں کا علم اسلیے ضروری ہے کہ اُن سے پرہیز کرنے کا حکم ہے۔ بُری باتیں سیکھ کے اُن پر عمل کی رغبت تمہارے میاں کا منشا ہے شریعت کا منشا ہرگز نہیں۔ کوئی شخص نجوم سے واقف ہو اور اسکے حکموں پر عمل کرے تو وہ بے عمل عالم کے حکمت میں آنے پر بھی شریعت کی نگاہ میں بودا رہے گا۔ پولیس کے آدمی چوری کے ہتھکنڈوں سے واقف ہوتے ہیں تو کیا اُن پر عمل بھی کرتے ہیں؟

(باقی پھر کبھی)



نقاشی خنثیٰ۔ قلعہ برد ست ہوا
تم جس میدان کے جیسل نقشے کھینچتے ہیں

تمہاری خیر خواہ [illegible]

والتماس ہے [illegible] کاری [illegible] نامعقول [illegible] کہ [illegible] جاری کر دیا جائے۔ مہتمم

سنتی آپا بیگم بنام شیخ حبیب الله ممبر کونسل

(تسلیم)

سنو شیخ جی۔ مولانا پنچ مجھ سے فرمائش کرتے ہیں کہ تمہارے دوست میاں شیخ شبیر حسین قدوائی کی منطق کا بھی مقابلہ کروں اچھا مولا پھر اور سہی۔ غنیمت ہے کہ تمہاری بے سروپا باتوں کی ہاں بھرنے والا اتنے بڑے اہل نابوں میں ایک نکل ہی آیا ورنہ ڈاکٹر رنجیت سنگھ کے سوا جو کہ پیشے کی ضرورت سے قبلہ میں اس میدان میں تم اکیلے رہ جاتے۔ دلیل کی قوت خود انکے دھرے سے ظاہر ہے کہ ناسزا اور نامناسب بات کہنے والے کا منھ نہ ذکر جو کچھ اُسکے منھ میں آئے بڑ پرائے عیبوں اور ہندیوں کے پاس تمہارے مقابلہ سے بہروش کرنے کی دعا ہے تاقدہی گورڈ۔ پھر عیبوں اور ہندیوں کی تہذیب پر شہادت کرنے کا الزام سر تا سر طوفان ہے۔ بہتان ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ شیخ جی تم و پیانہ شوق سے کھول کر کونسل کا ہجر اعلان کرنے کے بعد کیا معنی کہ وہ تم وطن دوستوں کے ملنے کی جگہ ہے اب تک جو کچھ تم کہا اُسکا جواب سُنا۔ آئندہ جو کچھ کہو گے اسکا شافی جواب بھی خدا کے فضل سے موجود ہے۔ حقیقت میں جو مضمون تمہارے نام سے چھپا اُس سے تمہیں انکار ہے نہ ہی تمہیں چھوڑنا نہیں سمجھتی کسی نے شادی نے آگ بجھانے کی غرض سے کتاب ہے جو غریب کیا ہے۔ میں مانتی ہوں مگر دھاندلی شان میں ایک شاعر کہتا ہے۔ سے

کچھ شک نہیں کہ حضرت واعظ میں خوب چیز

ہاں اک بات ہے کہ ذرا بے وقوف ہیں

بس اُس بھی فرات اب بحث نہ کرو گی۔ بس اب

اب آرٹ فروش بہت۔ اے جام کیا خوش ہو گئے تھیر
ترشت ہی چلا آتا ہے۔ خیر منشی جی کہ نشہ میں
آدمی کی بھوک بڑھتی ہے۔ [illegible] کے
[illegible] کھا لینا۔ چلیا بحر شما بسلامت۔

اس نمبر میں ارادہ ہے کہ ڈاکٹروں کی کچھ ثنا
وصفت کروں۔ میں نے بچوں کی زبانی سنا ہے
کہ بعض ڈاکٹر بہت رحم دل ہوتے ہیں کسی کو تڑپتے
پھڑکتے نہیں دیکھ سکتے۔ ادھر جان کندنی دیکھی
شروع ہوئی اور ادھر انھوں نے فوراً ایک جرعہ
حلق میں ٹپکا دیا بس مریض فوراً کافور ہو گیا
تڑپنے پھڑکنے کی ناگوار صورت ختم۔ بیمار کی باقی جان پر
بھی احسان اور ترکہ پانے والے وارثوں پر بھی۔
اس رحم کا کیا پوچھنا جس کی بدولت بیمار کو بھی نجات
تیمارداروں کو بھی شکر۔ مگر طبیب کبھی ایسا رحم نہیں
ہوتا جس طرح ایک سخت مزاج حاکم ہو سکتا ہے بگڑے
کے پھوٹ جانے پر نہیں روتا مگر ایک بیگناہ کے
پھنسنے پر ہمیشہ افسوس کرتا ہے اسی طرح ایک
طبیب اس خیال سے کہ ہم صرف طبیعت کے خادم
ہیں دوا کا اثر قدرت کے اختیار میں ہے شاید یہ
مریض بچ جائے کبھی ایسی جرأت نہیں کرتا۔ پھر
ان کے پاس سو میں بچانوے بیماریوں کا علاج [illegible]
ہے اور ایک طبیب یا وید اپنے امکان بھر جو بیمار سے
گریز کرتا ہے۔ خالی دواؤں سے نہیں بلکہ حیلے بہانے
سے وہ کام لیتا ہے جو چھری اور آری یا نشتر سے
ممکن نہیں۔ ایک بڑھے کا مریض کسی ڈاکٹر کے

پاس لے جاؤ وہ آری نکال کے پیچھے چلے۔ آدھا کر
ٹکڑا بنا دے گا اور طبیبوں نے ہزاروں مریض
بڑھے کے اچھے کیے بڑی کیفیت کہا گئے تھے وہ
کافی گھڑی تو رہی مگر کام جل رہی گئی جیسے کے
واسطے سڑک پر اترنے کا کام جاری نہ رہا۔
ہارون رشید کی ایک چاہیتی لونڈی انگڑائی
لیتے ہی تو دونوں ہاتھ اوپر کے اوپر ہی رہ گئے
سینک اور مالش سے کوئی فائدہ نہ ہوا دربار کی
ترت ہاتھ نیچے نہ کر سکی آخر ایک بڑے طبیب نے
کہا حضرت میری بات مانیے تو ابھی صحت ہوتی ہے
یہ بیماری یوں نہ جائے گی جب تک ایک نامحرم
اس شاہی کنیز کو ننگا نہ دیکھے مجبوراً بات ماننی پڑی۔
طبیب نے ایک لونڈی کے منہ پر جعلی داڑھی
مونچھیں لگا کے مردانی پوشاک پہنائی۔ بیمار کے
پاس جانے کا حکم دیا ادھر اس مصنوعی مرد نے
شلوار بند پر ہاتھ ڈالا ادھر بیمار کو بھی ہوش
آ گیا اور اس نے خود ہی ہاتھ نیچے کر کے شلوار
سے کر بند پکڑ لیا۔

اے تو اس وقت کوئی ڈاکٹر ہوتا تو فوراً ہاتھ
کے لکڑی کے ہاتھ لگا دیتا اور بی صاحب آدھی سے
ہمیشہ ہمیش کے لیے گلا بوشتا ہو بن جاتیں۔

پچیس برس ادھر کا ذکر ہے کہ فوجی اسپتال میں
ایک گورا سپاہی بیٹھے بیٹھے مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔
ایک چیخ زمین ایک آسمان۔ ڈاکٹر صاحب تشریف
لائے پوچھا کیا ہے اس نے کہا کلیجے میں درد ہے۔

کنپٹیاں بجتی چڑھتی ہیں آنکھوں میں اتنی [illegible]
سے باہر ہے۔ صاحب پہلے تو الٹی سیدھی دوائیں
کرتے رہے آخر خدا جانے کیا دل میں آئی کہ زبردستی
سے بیچارے کی آنکھ نکال لی شش شو۔ ہے آنکھ
پھوٹی پیر درد دور ہو گئی مگر یہاں معاملہ برعکس ہوا درد
کسی طرح نہ گیا۔ بعد خرابی بصرہ معلوم ہوا کہ [illegible]
میں درد ہے اور شاید [illegible] کی ایک شق کی شق
بیکار ہو گئی ابتدا کی شدت کی وجہ سے مریض تمیز
نہ کر سکا کہ درد کا ٹھیک مقام کیا تھا ڈاکٹر صاحب
کو بوکھلاہٹ اور بے محابا جرأت کی بدولت صبر کیسے
تھا انھوں نے بے تکلف ایک عدد [illegible]
شیشے کی آنکھ بنا دیا کہ جاڑ سیاں آنکھوں والے
تمہیں کانا کہہ کے نہ چڑھا سکیں گے گرم ہو کانے۔

تازہ واقعہ ہے یعنی دو برس کا زمانہ ہوا
لکھنؤ میں ایک شخص کی زبان تھوڑی سی باہر نکل
آئی۔ تھوڑی نکلی تو پھر اندر نہ گئی لاکھ لاکھ جتن
کیے۔ آپ جانئے شہر میں اتنا بڑا میڈیکل کالج موجود ہے
بھلا زبان درازی کا علاج وہاں سے اچھا اور کہاں
ہو سکتا ہے تیمارداروں نے مریض کو کالج پہنچایا
اول تو ولیجے شاگردوں نے بیچاری تھوڑی زبان پر
حملہ کیا ایک نے پکڑ کے کھینچی دوسرے نے منہ
پھیلانے کی فرمائش کی تیسرے نے اوزار رکھ کے گھسیٹا
چوتھے نے حلق تک انگلی پہنچائی۔ گردن اونچی کرا
کے گھنٹے دیر منہ لٹکا دیا۔ غرض جل جلا کے جان ہی بچی
پھنس گئی۔ پھر جب دست استاد نے آپریشن کی

ٹھہرائی۔ منہ پر ہوتے چمک دار چاقو دیکھ کے بیمار کی جان نکل گئی۔ ہائے اب مجھ غریب بے زبان پر کیا گزرے گی آخر بیچارا وہاں سے پیچھا چھڑا کے بھاگا۔ ہاتھ جوڑے اپنی غل بل بولی میں منت کی۔ گھر آیا۔ ایک معمولی طبیب جو طبابت کا پیشہ نہیں کرتے دن رات قلم گھس کے پیٹ پالتے ہیں عیادت کو گئے سرسری نگاہ کر کے زبان دیکھی پہلے تو سمجھے کہ دل لگی ہے بیمار صاحب منہ چڑھاتے ہیں پھر مریض کی روتی صورت دیکھ کے بیماری کا یقین ہوا۔ صاحب خانہ سے کہا بھئی میرا جی مثلاتا ہے کوئی کھٹی چیز ہو تو لاؤ وہ لیمو دلیموں) اور پسا ہوا نمک لائے حکیم صاحب نے لیمو کا ٹکڑا اٹھایا نمک چھڑکا اور دو قطرے اپنے منہ میں ٹپکا کے چٹخارا بھرا۔ قاعدہ ہے کہ کھٹاس کھاتا ہے دوسرا اور دیکھنے والے کے منہ میں پانی بھر آتا ہے ادھر انھوں نے چٹخارا بھرا ادھر بیمار کی زبان کسیقدر ہلی بس حکیم صاحب نے دو قطرے بیمار کی زبان پر ٹپکا دیے گھبرا کے پسیجے اور زبان شست سے اندر چلی گئی آدھے گھنٹے بعد بیمار شائیں شائیں بولنے لگا ہے ہے جو کہیں تم جھٹ ڈاکٹر صاحب کے ہتھے چڑھ جاتا تو یہ دو ٹوٹے گوشت کا بنا بنایا چھیچھڑا غائب غلہ ہو جاتا اور بقیہ معمول دھاتے ادھر میں کٹہ بان کی سنت ہو جاتی۔ جبتک جیتا گونگا بے زبان رہتا۔ ڈاکٹر صاحب شکریہ ادا کرنے کی فرمائش کرتے تو وہ غریب کس زبان سے کرتا بس لڑو واڑو کرتا اور ڈاکٹر منہ دیکھ کے رہ جاتا۔ ایسا بھی کوئی ہے

اعلان

ہندوستانی اکاڈمی کو ایسے مترجموں کی ضرورت ہے جو بامحاورہ اُردو و ہندی زبان میں ترجمہ کر سکیں۔

مترجم اکاڈمی کے ملازم نہ ہونگے۔ جو لوگ سائنس اور ادبی کتابوں کا ترجمہ کرنا چاہتے ہوں انگریزی نمونے کے ساتھ ۳۰ جون تک درخواست بنام جنرل سکرٹری کرنا چاہیے

جنرل سکرٹری ہندوستانی اکاڈمی الہ آباد

اور شکر گزار بھی ہو۔ (باقی آئندہ)

راقم ——————

مسٹر آغا بیگم

دی آل انڈیا مفلس الدماغ کانفرنس

منعقدۂ عالم خیال

لکھنؤ

تتمہ رپورٹ انجمن تخریب اُردو

(بسلسلہ ۲۰ مئی ۱۹۲۰ء)

حضرات! عاجز سکریٹری کی رپورٹ بالکل ادھوری بے سرو دم متصور ہوگی اگر ان اخبار نویسوں کا تذکرہ نہ کیا جائے جو انجمن ہذا کے بندگان خاص ہیں ان کا تعداد اس درجہ بڑھا ہوا ہے کہ صحرائے اُردو میں کوئی نونہالیہ و برنیہ اچھلا اور انھوں نے فوراً اُسکا استقبال کیا تعریفوں کے پل باندھ دیے۔ غیر مشہور کنندۂ نا تراش جاہل قلم کش کو آسمان پر پہونچانا انھیں کا کام ہے۔ اب زمانہ لدگیا کہ قلم اٹھانے والے کی علمی لیاقت اور زمانہ شناسی۔ معاملہ فہمی۔ اصابت رائے جانچی جاتی تھی۔ جیسے جمع ثابت ہے واسطے اس انجمن کے جس نے تمام دشواریاں آسان کر دیں جس مفلوک کو دنیا بھر میں مانگے بھیک نہ ملے فوراً بن بیٹھے اخبار نویس۔ اپنا اسی نسبی میں گیا جغرافیہ۔ فن تاریخ۔ علم سیاست فن تدبیر الملک فن ادب واِنشا۔ ان جھنجھٹوں میں پڑے اگر سلطنتوں کی پولیٹکل چالیں سمجھنے کی مصیبت اٹھائے انکی پاپوش۔ ہر سال پچاس ساٹھ نئے پولیٹکل انجمنوں کے ہوتے ہیں ان جلسوں کے صدر قسطنطان کی آفت سے آپ کے ایڈریس تیار کرتے ہیں مہینے میں ایک ایڈریس مل گیا تو اسکی بیس قسطیں ایڈیٹوریل کی جگہ پر مسلسل ہونے کو کافی ہیں۔ اگر ملتہ وار ہے تو چار پانچ قسطیں سہی بہر حال پرچہ کا پیٹ بھر گیا۔ کچھ کسر رہی تو رد و کد وعدہ کے مذہبی مناقشات نے پوری کر دی

دعوٰی نادارانہ بارہ ملک علیہ الرحمہ اس موضوع پر متعدد مضامین لکھ چکے ہیں اسی وجہ سے مضامین کا نمبر حذف کیا جاتا ہے یہ تمیں تو ہماری مجلات کے محل انسانے بعینہٖ متفرقات نقل بجنسہٖ تمام کے طور پر حاضر ہیں۔ اب کیا گیا؟ ہفتہ وار یا روزانہ بے سر و پا غیر ضروری خبروں کی اشاعت امرا کے زچہ خانوں ختنوں اور شادیوں کی تہنیت مشاہیر کی خبر مرگ اور تعزیت۔ بیماروں کے واسطے دعائے صحت۔ حکام کی نقل و حرکت۔ موسم کی حالت ایجنٹوں اور نئے خریداروں کی ضرورت۔ مشتہرین سے تعویذ کے اشاعت کی خدمت بیٹھے صفحہ کے لیے کوئی نظم بے حلاوت ان امور میں کسی لیاقت کا درجہ نہیں تھا تتاج ہے۔ قلم اٹھانے کی بھی زحمت لگا ہے یا بے موقع ہے دلیل آفتاب سے زیادہ روشن ہے مع استثنائے چند دشوار ہے اس عقل انجمن تمام کی قدیم انکی بلکہ روزانہ جریدہ اٹھا کے دیکھ لیجیے یہ معلوم ہوتا ہے

مسلمانو! دین کی حفاظت کرو

دین منیف فروش ہے خدائے وحدہٗ لاشریک سے انحراف کر کے ہزاروں کی تعداد میں مرتد ہو گئے ہیں۔

دعوت تبلیغ کا سب سے بڑا آرگن

الامان ہر ہفتے جمعہ سے ملتا ہے۔ دو بار مسدد سال سے نہایت شان و میابی کے ساتھ زیر ادارت مولانا محمد مظہر الدین صاحب سابق ایڈیٹر جمہور۔ [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] اسلامیہ میں موجود ہیں [illegible] مقاومت کی غیبی و دلبستگی انکے [illegible] فرق ہو یاست ہے۔ اس پُر آشوب زمانہ میں صحیح طور پر مسلمانوں کے حقوق کی ترجمانی

آریہ مشن کے ناپاک حملوں کا جواب دیتے ہیں

جریدہ **الامان** امتیازی شان حاصل کر چکا ہے

آپ اسکے پڑھنے سے مسلمانوں کے صحیح حالات معلوم کر سکتے ہیں کی ملی و مذہبی خدمات [illegible] ہو سکتے ہیں۔ [illegible] بھیجا جاتا ہے ایک پرچہ کی طلب کے بعد آپ ہمارے بیان کی تصدیق فرمائینگے

شرح چندہ سالانہ سے روپیہ ہشش ماہی تین روپیہ سہ ماہی دو روپیہ

منیجر جریدہ الامان گلی قاسم خاں دہلی



یہ خیال باطل صحیح ہے کہ عشق میں بجنل کو دخل ہے نہ عمر کو۔ ایک شخص بناہر کو ممتی بناتا ہے اور وہ بے چون وچرا بن جاتی ہے ہمارے غریب فاقہ مست ملک کا ذکر بیکار ہے یورپ میں روزمرہ بجنل بکتی ہے جب سے صاحب نے سر کی ٹوپی گیری اسوقت سے ٹوپیوں کی وضع بھی اس منحوس قطع کی مناسبت سے بنی بڑی بالفعل زنانی ٹوپی بجائے ... ہوئے ہے۔ جدت قناعت کی دشمن ہے ایک میم صاحب کی ... اور بغیر ... اور زنانہ ... کی وہ ترتیب ... میں ... آپ ... پیٹا پیشاب ... ہندوستان کی خیر

(تصویر ماخوذ از ...)

کہ ایک ہی چال ہے اور ایک ہی طرح کے پیچ ہیں۔ جریدہ نہیں کھلوں گمانی ہے عوامی تحریک کی ہے اور سے عمدہ مضامین کے اقتباس کا سلیقہ بھی ضروری نہیں ایک سے کوئی مضمون یا قصہ ترجمہ کیا بس دو دو سطروں کی تمام چیتوں کے نیچے کافی ہے۔ جیس بچہ میں دیکھیے وہی عبارت ہے۔ سرقہ کے الزام سے ڈر کر آئی تو خبر بھی دو چار جگہ سے الفاظ بدل دیے تمہید میں مجھے تذکرہ کر دیے آخری سطور میں ایک آدھ پیوند لگا دیا۔ چلیے اب تو کوئی نہ کہے گا کہ مضمون مال غیر ہے۔

ذریعہ معاش کسقدر بودا اور نامضبوط ہے مگر اسکی دعا بھی سہل ہے جب عوام کے افسردہ دل کو گرمانے والا کوئی ہنگامہ نہیں ہوتا تو گو خود مدیر صاحب فن ادب و انشا سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں مگر مردہ یا زندہ مشہور شاعر و ادیب پر بے سر و پا اعتراضات کا باب کھول دیتے ہیں۔ تھوڑی بہت چل پوں ہونے لگتی ہے۔ یا کسی نہ کسی ریاست کے خیر خواہی کو ڈنگی دکھاتے ہیں اور چاہے اندرونی حال سے مطلق اطلاع نہ ہو لیکن غریب رعایا کا حق نیابت ضرور ادا کرتے ہیں۔ اگر اس ذریعہ کشش سے کچھ مل گیا تو پھر وہی ایسی تیسی میں گئی رعایا اب حاکم وقت کی حمایت ہے اور جناب مدیر جنھیں ملی تو باصطلاح خود "خوم پرست" "عوام دوست" "دلن ہمدرد" کا لقب کہیں دور نہیں۔ گھر کی دستاویز میں موجود ہے۔ ایسا چلتا ہوا نسخہ ہے کہ طلوع و غروب کے دستور میں فرق ہو سکتا ہے مگر اسکا اثر ایک برابر ہے کبھی پٹ نہیں پڑتا حسابی پہلو موضوعہ بدل سکتے ہیں مگر یہ نہیں بدلتا۔ خدا نخواستہ یہ داؤں نہ چلا تو پھر بھی دماغی محنت کی احتیاج نہیں نائی سلسل پر بیٹھیے اور کچہریوں کی راہ لی۔ منشی جی آداب عرض۔ لالہ صاحب بندگی۔ سر رشتہ دار صاحب کو رشی منصرم ہلال صاحب مجرا۔ ابھی بہت دنوں سے کوئی سمن یا نوٹس نہیں ملا حضرت آپ کا حق جو کچھ دہ ہم حاضر

کریں جو تھیلی ملا دیتا ہے ہم ضرور تعصب مخالفت کرنے پر مستعد ہیں۔ دیکھیے برادر منصف صاحب اور سب جج صاحب کے انصاف کی تعریفیں چھاپتے رہتے ہیں کبھی انھوں نے بخشی لی تو ہم نے مدہ و اغم سے کالے کالے آنسو بہائے دنیا سر پر اٹھا لی کہ آج خدائی انصاف کا خاتمہ ہو گیا منصف صاحب نہیں جاتے قانون عدل و انصاف کا جنازہ نکل رہا ہے اور عدالت کی کوکھ جھوٹی ہو گئی وہ بیچاری مدت سے بانجھ بھی ہے لہذا اسے جوڈیشل قطع نسل کیجیے۔ بار ہا ہمارے کانوں میں جناب جج صاحب کی زرستانی کی خبریں پہونچیں مگر واللہ اس کان سنیں اس کان اڑا دیں۔ غرض دلوائیے ہاتھ پاؤں کا صدقہ خیرات مبلغ آٹھ عدد سمن اور ماحصل کیجیے حقیر سے نعمت زر رشن۔

بابن ہر ہفتہ میں بیس سمن بھی مل گئے تو کارخانہ بند ہو گا نہ گھر میں فاقہ پڑے گا اور بطفیل بے سلیقگی و بے مائگی تخریب اردو کی خدمت مسلسل ہوتی رہے گی۔

حضرات! عالمگیر انجمن تخریب اردو کا اثر کچہری میں بھی اگر آپ کی شامت آئی اور آپ کچہری کے معاملے میں تھوڑی دیر تفریح کرنے پر مجبور ہوں تو غالباً آپ کو نیاز مند سکریٹری کی حرف بحرف تائید فرمانے میں پس و پیش نہ ہوگا اور آپ خیال فرمائینگے کہ آپ لکھنؤ میں نہیں ہیں بلکہ پردیس میں ہیں محرروں کی اردو وکیلوں کی بولی چپراسیوں کی زبان خود جناب جج صاحب منصف صاحب حاکم صاحب کی لغت۔ اے سبحان اللہ کیا کہنا دنیا بھر کے فصحا بلغا دیکھیں گے کیا فلاں ہیچ نظر آئیں گے۔ جب جناب چپراسی صاحب دام اقبالہ قل کیا باندھے باندازہ فرعونی چپراس کی پٹی پہ ہاتھ رکھ کے فرماتے ہیں مسماۃ سنکر ریا بنام چودھری سرحاضر کوئی حاضر ہے؟ فصاحت کا دریا امنڈنے لگتا ہے اردو کی روح شاد ہو جاتی ہے جس وقت عرضی نویس یا محرر عرضی دعوے کا مسودہ لکھتا

اور منشا صاحب درعرت بابت ملا پانے ایک عدد مفرور یہ کہ جو کہ بالفاظ مسمی کاشی ولد جگرون مسمیرالا ہے اسوقت بابت کا جوالا مجھی ہو حق میں آ جاتا ہے اور سے کی سیل کچھ کی زبانی کی جاڑی جھنڈی صاف کرتی چلی جاتی ہے۔

اللہ اللہ بیرسٹر صاحب کی مجلس زبان سے نکلے ہوئے کلمات ہیچ تخریب اردو کے حق میں آب حیات ہیں۔

"دل منسی جی اس کیس میں اس جوڈیشیا کا آرگومنٹ ہو سکتا؟"

ماشاء اللہ جناب منصف صاحب بیارگستانی تخریب اردو کے مالی ہیں۔ الفاظ کا چمن لگاتے ہیں جب ارشاد فرماتے ہیں: "بحالات ہونے کسی اولاد نرینہ و مادینہ کے ورثے مدعی مذکور کا سشکلری نہیں ہے۔ مدعی حاضر نہیں آیا لہذا اپلیکیشن ڈسمس۔" (باقی آئندہ)

راقم

خیال محض

اخبار ملکی

ابھی مولانا اودھ پنچ صاحب۔

آج بدولت دفتر کے دل میں خبروں کا بھوت گھسا کہتے لگا بیٹھے کیا کرتے ہو ادھر ادھر کی آئیں بائیں شائیں خبریں لکھ کے پنچ کے نامہ نگار کیوں نہیں بن جاتے۔ میں نے بھی کہا اچھے سے بیگار ٹلی یہی سہی چنانچہ بعض حوادث عالم کی رقم ہیں اگر یوں ہی گھسا رہا یہ بھوت دل کی مسان ہوری میں تو ہر ہفتہ وار کچھ نہ کچھ لکھتا رہے گا اور اگر کسی عامل نے اس بھوت کی چوٹی تھامی اور دیو میں بند کیا تو پھر باخیر شمایہ سلامت۔

(۱) ماہرین صحت باطن و شفقت ظاہر نقل کرتے ہیں کہ یورپ کا ایک حکیم آئینہ تن سے زنگار جرم نکال باہر کرنے پر تیار ہو گیا۔ مادی ... دھوکے کی ٹٹی تھا ہی اب ... پیچ ... کی

اور بالائی کا بلبلہ ہو جائے گا۔ آر پار کی چیزوں کی رویت آبگینہ گوں جسم کو توڑ کے ہو سکے گی اور بایں ہمہ لطافت ذیل کے محسوس ہونے میں کوئی چوک نہ لگے گی۔ کہاں ہیں وہ ضعیف الاعتقاد جو طلسم ہوشربا کے افسانے پڑھا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ افراسیاب کا بیٹھے بیٹھے نگاہوں سے غائب ہو جانا یا عمرو عیار کا موجود ہونا اور نہ دکھائی دینا محال ہے۔ شیخ جی سے کوئی پوچھے کہ یہ پرانی سائنس کا تصدیق ہے۔ یا کسی حال کے حکیم کا معجزہ؟

(۲) آجکل بارہ بنکی میں کورٹ آف وارڈس کے ایک اسسٹنٹ منیجر اور سررشتہ دار کی لپاڈگی کا چرچا ہے۔ مشہور ہے کہ اسسٹنٹ صاحب کے طرز عمل سے دیگر عمال خوش نہیں ہیں۔ جن لوگوں نے خرف الملاقات کی اس جنگ کا تماشا دیکھا وہ کہتے ہیں کہ صاحب مرغوں اور بٹیروں کی پالی میں ہیں اب خاک لطف نہ آئیگا۔ دو بیل الغول جانوروں کی لڑائی میں بڑا مزا ہے۔ چکیت اور گھونسے کی تال پر گالیوں کا راگ اور دھت ترے کی بہت ترے کی۔ اور بے گناہ کا ترانہ سبحان اللہ بھلا کسی جانور کو یہ اوصاف کہاں میسر ہیں؟ سنتے ہیں کہ مقدمہ کچہری تک پہونچا بھی اور سمجھا کے بیٹھ بھی گیا۔ اگر افواہ صحیح ہے تو اس قسم کے معارکہ کا نظارہ کئی بار ہوگا۔ منتظر بودہ باشند یعنی خدا کرے ہو جائے تو ہم بھی کمٹ کی صلاح عام دیں۔ یوں تو اودھ کا پورا محکمہ مال ہی رائج ہے لیکن کورٹ کا سینہ دوسرے صیغوں کی بہ نسبت بہت زیادہ خود مختار ہے۔ نہ داد نہ فریاد۔

(۳) تیرے گھر میں میری فرمائش۔ گھر بار تمہارا کوٹھی کوٹھار کو ہاتھ نہ لگانا۔ یہ نقل میونسپل بورڈ لکھنؤ نے اصل کر دکھائی۔ ریفارم ایکٹ کے رو سے یہ محکمہ پبلک کے سپرد کر دیا گیا تھا اب سنا جاتا ہے کہ ووٹروں کی فہرست۔ انتخاب کے نگران افسروں کا تعین۔ تاریخ و مقام انتخاب کا تقرر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سپرد ہونے والا ہے۔ خدا کی مار ایسی ادھوری

ایک تھا نائی اس نے اپنے غریب جمان کو شادی میں اوڑھنے کے لیے دو شالہ عاریت دیا۔ جمان صاحب دو شالہ اوڑھ کے محفل میں بیٹھے دیہات کی شادیوں میں نائی مہتمم ہوتے ہیں۔ پانی پلانا حقہ آگے لگانا۔ پان تقسیم کرنا۔ ہاتھ دھلانا کھانا کھلانا یہ تمام فرائض خلیفہ جی کے ہیں نائی صاحب بار بار محفل میں پھیرا کرتے تھے پان لاتے اور دو شالے والے جمان سے از راہ سرگوشی کہا حضور میں غریب آدمی ہوں زری دو شالے پر پیک کا دھبا نہ آنے پائے یہ حقہ لایے اور دبی زبان سے عرض کی۔ خداوند دیکھئے چنگاری کا خیال رہے ہاتھ دھلایا تو بھیگنے سے احتیاط کی تاکید کی۔ کھانا کھلایا تو تنبیہ کی کہ دیکھیے شوربا دو شالے پر نہ ٹپکنے پائے نہیں تو میں مر جاؤں گا۔ غریب جمان آخر اکتا گیا اور بھری محفل دو شالا پھینک کے کہنے لگا۔ لے بے اپنا دو شالا تو تو جان کھا گیا۔ دیکھیں ہماری منجلی کیا کرتی ہے غیرت اور ہے تو لوکل گورنمنٹ کے نائی کے آگے اختیارات کا دو شالا پھینک کے سکے دے اپنی پیوند دار کملی۔ تو تو جان کھا گئی۔ معاملہ ہے اخذ و عطا کا آپس استواری کو دخل نہیں۔ بھلا یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب گھر بیٹھے جھگڑے چکائیں اور حکومت کیا شہود کے آزادی کا دم بھرتی ہے۔

(۴) اگلے زمانے میں ایک قاضی صاحب مسند تکیہ لگائے بیٹھے تھے اگرچہ سلیمان وقت ہونے کا دعویٰ تھا مگر اتفاق کی بات کہ میاں قاضی صاحب ہو کے صدائے الرحیل دیتی ہوئی نکل گئی۔ حضار محفل کے ہاتھ سے مارے رعب کے طوطے اڑ گئے۔ قاضی صاحب جھینپے تو مگر بات بنانے کو بغل سے گوینڈے کی کھال سے منڈھی ہوئی پیر لٹکے تھیں سے چوں چوں کی آواز بلند ہوئی۔ آپ جانتے دیہاتی ہوتے ہیں منہ پھٹ ایک دیہاتی بھائی بھی وہاں موجود تھے دست بستہ عرض کرنے لگے حضور سونی کھال اور بیٹھی کھال میں بڑا فرق ہوتا ہے۔

پنجاب کی حکومت نے خفیہ پولیس کے گرگے کے ذریعہ سے ہندو مسلمانوں کو لڑوانے کی تدبیر کی تھی اتفاق کی بات کر گرگا بورا نکلا اور عمل پڑ گیا کہ یہیں بیج بڑے متحدہ سے آبادیوں میں لے دوڑا۔ لا مبنی ہو ہیہ قابو نہ رہا۔ اب جو اس بے باک بے موذی جیوں کے متعلق کونسل میں سوال جواب ہوئے تو حکومت نے ڈھال بگڑنے والی کارروائی اختیار کی ہے کوئی دیہاتی جو مرد عادت نہ کھال کا فرق حکومت کو بتائے گا؟

(۵) آجکل اخباری کاغذ جس روانی پر سب امور میں جو صاحب ترقی کرتے ہیں باعتبار قدر ترقی کرتے ہیں چنانچہ معززات ریاست ہو ہونے بھی دہی قدر نقاب سے اختیار کیا ہے جو زمینداروں کا تقاضا دامن کا سہاگ بڑے خاوند کی جوڑ کیطرح روز بروز بڑھتا رہے۔ بفضلہ وہ مقابلہ کی بھی ترقی پر ہے ہماری دانست میں اگر پردہ سے نفرت کرنے والیاں گھر سے بغیر نقاب نکلنے کی آرزو مند ہیں تو بات رکھنے کو زمیندار اور ریاست کی کالی پیلی سادہ رکھیں انھیں پڑھتی ہوئی نکلیں یعنی جو سر سے پاؤں تک ڈھک نہ جائیں تو جب ہی کہنا بے پردگی کا پردہ بھی رہے اور بات بھی بن جائے۔ ہر چند کہ اخبار والے ستاری کی صفت سے کورے ہوتے ہیں انھیں کوئی خبر ملی اور جھٹ سے چھاپ دیتے ہیں چاہے نتیجے میں کچہری دوڑنا پڑے دیکھیے ایک خبر کسی پولیس مین کے متعلق چھاپنے کی وجہ سے مسلم ورلڈ اور سیاست زمیندار صاحب تو پن کی پن سے نکھی ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ مقدمہ بھی ڈھال بگڑنی رگڑ کے بات بنا رہا ہے۔

(۶) بعض جرائد ناقل ہیں کہ مسٹر جاج جارج دعا سے دوا کا کام لینا چاہتے ہیں چنانچہ ۱۰ اپریل کو لندن کے البرٹ ہال میں کئی ہزار آدمی گرم پانی کے حوض میں نہائے عورتوں نے سفید لباس پہنا۔ جاج صاحب نے مریضوں کے حق میں دعا کی اور جب انھوں نے فرمایا کہ تم سب اچھے ہو گئے تو بیماروں نے خوشی کا نعرہ مارا۔ اے ہوے ہمارے شیخ حبیب اللہ وہ تو آپ کہنے کے عوض پکار اٹھتے کہ مسٹر جاج تمہیں کوئی مدد حکومت